مرتبہ: ڈاکٹر سید تقی عابدی (کینیڈا)

مترجم: مرحوم پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ

حیدر آباد میں قطب شاہی عزاداری

چار سو سال قدیم محرم کا آنکھوں دیکھا حال

تاریخ حدیقۃ السلاطین کا مصنف مرزا نظام الدین احمد شیرازی قطب شاہی سلسلے کے ساتویں بادشاہ عبداللہ قطب شاہ متوفی ۱۰۸۳ھ ہجری کے دور میں حیدر آباد میں موجود تھا۔ اس نے محرم کے عشرہ میں جو حالات اور کیفیات دیکھے اس کو اپنی کتاب میں لکھا۔ اس آنکھوں دیکھا حال کا تذکرہ فارسی میں تھا اس لیے آج سے ستّر سال پہلے پروفیسر مسعود حسن ادیبؔ نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ ہم اس تحریر میں اجمالی طور پر مضمون کے زوائد کو حذف کر کے سلیس اردو میں اقتباسات پیش کرتے ہیں تا کہ حیدر آباد کی چار سو سال سے زیادہ قدیم عزاداری کی تاریخ اور تہذیب سے لوگ واقف ہو سکیں۔

مرزا نظام الدین احمد شیرازی لکھتا ہے عشرہ محرم میں عبداللہ قطب شاہ تخت سلطنت پر جلوس نہیں کرتا اور تاج شاہی نہیں پہنتا ہے۔ شاہی لباس کی جگہ عزاداروں جیسے لباس پہن لیتا ہے۔ خوشی اور نشاط کی محفلیں اور عیش و عشرت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ شاہی حکم کے ذریعے نقار خانے خاموش، گانا بجانا موقوف، گوشت ممنوع، پان کھانا بند۔ تاڑی سیندھی اور بھنگ وغیرہ کی تمام دوکانیں بند۔ مختصر یہ کہ تمام تفریح اور عیش کے مقامات بند کئے جاتے تھے۔ پوری سلطنت میں کوئی بھی مقام اور کوئی بھی شخص جس کا تعلق کسی بھی طبقے یا مذہب سے ہو ان احکامات سے مستثنیٰ نہیں ہوتا۔ شاہی لباس خانے سے کالے اور نیلے رنگ کے کئی ہزار کپڑوں کے جوڑے وزیروں، امیروں، مداحوں، ذاکروں، درباریوں اور عوام میں تقسیم کئے جاتے۔

یہاں دو عظیم الشان شاہی امام باڑے ہیں۔ ایک محل میں دوسرا حیدر آباد کے بازار میں۔ ان امام باڑوں کی دیواروں پر رنگ برنگ کی کاشی کاری ہے۔ عشرہ محرم میں ان دونوں وسیع عمارتوں کے صحن میں ہرا اور کالا فرش بچھایا جاتا ہے اور چھتوں میں نیلے رنگ کی مخمل اور اطلس کی چھت گیریاں لگائی جاتی ہیں۔ دونوں جگہ چودہ معصوم کے نام کے چودہ چودہ علم کھڑے کئے جاتے ہیں جن کے فولادی پنجوں پر سونے چاندی کا کام بنانے میں صنعت کاروں نے اپنی صنعت کا کمال دکھایا ہے۔ ان علموں پر چودہ چودہ گز کی زربفتی ڈھٹیاں چڑھی ہوئی ہیں جن پر آیات قرآنی، دعائیں اور اشعار عمدہ طرح سے لکھے ہوئے ہیں۔

دونوں امام باڑوں کی دیواروں میں چھوٹے چھوٹے طاقوں کی دس دس قطاریں اور ہر طاق میں چراغ رکھنے کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ محرم کی پہلی رات کو سب سے نیچے والی قطار روشن کی جاتی ہے دوسری رات کو دو قطاریں اور اس طرح ہر رات کو ایک ایک قطار بڑھاتے جاتے ہیں یہاں تک کہ دسویں شب کو دسویں قطاریں روشن کر دی جاتی ہیں ان چراغوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ پیتل کے بڑے بڑے جھاڑ ایوانوں کے سامنے رکھے جاتے ہیں اور ایک ایک جھاڑ میں سو دو سو شمعیں اور چراغ روشن ہوتے ہیں۔ ایوان پر اور حوض کے گرد آدمی کے قد سے بڑی کافوری شمعیں ہر شب کو روشن کی جاتی ہیں۔

صبح اور شام سیاہ پوش عزادار امام باڑوں میں جمع ہوتے ہیں۔ خوش الحان ذاکر غمگین آواز سے درد ناک مرثیے پڑھ کر

عزاداروں اور ماتمیوں کو رلاتے ہیں۔ عصر کے وقت بادشاہ اودے کپڑے پہنے ہوئے دادمحل سے نکل کر گھوڑے پر سوار آہستہ آہستہ امام باڑے کی جانب روانہ ہوتے ہیں۔ امام باڑے کی پھاٹک پر پہنچ کر بادشاہ سواری سے اتر پڑتے ہیں اور جس دالان میں علم ایستادہ ہوتے ہیں اس میں پابرہنہ داخل ہوتے ہیں اور علموں پر اپنے ہاتھ سے ہار چڑھاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے کافوری شمعیں روشن کرتے ہیں پھر ذاکر مرثیہ خوانی کرتے ہیں اور بادشاہ کی صحت اور سلطنت کی بقا کی دعائیں ہوتی ہیں اور پھر بادشاہ محل کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ تمام اہل مجلس، امیر اور خدام مراسم عزا ختم ہونے پر تبرک کھاتے ہیں جس کو کندوری کہتے ہیں جس میں گوشت کے بغیر مختلف لذیذ کھانے ہوتے ہیں۔ ہر ایک شخص کو طشتری میں گوٹا پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں لونگ الائچی مصری وغیرہ ہوتے ہیں یہ پان کے بجائے محرم میں استعمال ہوتا ہے۔ جو امام باڑہ شہر کے اندر ہے وہاں بھی اسی قسم کا انتظام شہر کے کوتوال (کمشنر) کے سپرد ہے۔ حیدرآباد اور اسکے اطراف کے تیس چالیس علاقوں میں بھی عزاداری ہوتی ہے۔ امام باڑوں کے تمام ضروریات اور تکلفات کا انتظام سرکار کی جانب سے ہوتا ہے۔

محرم کی ہر رات کو دوسرے محلات سے علم آتے ہیں۔ ساتویں محرم کا جلوس خصوصیت رکھتا ہے اس رات کو بادشاہ کی والدہ حیات آباد میں علم اٹھواتی ہیں۔ اس جلوس میں بے شمار چراغ مشعلیں اور فانوس ہوتے ہیں۔ اس میں امیروں درباریوں اور ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ ساتویں محرم کو بادشاہ ندی محل میں تشریف لے جاتے ہیں اور اس محل کی شہ نشین پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ایران اور ہندوستان کے ملکوں سے آئے ہوئے سفیروں کو طلب کیا جاتا ہے سب سیاہ پوش ادب اور قاعدہ سے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوتے ہیں۔ بادشاہ مختلف امام باڑوں کے علموں کو لوگوں کے ساتھ ندی محل میں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر مذہب وملت کے لوگوں کا مجمع ندی محل کے میدان کو بھر دیتا ہے۔ بادشاہ تمام محلوں کے امام باڑوں کے علموں کی ترتیب کے ساتھ ملاحظہ کرتے ہیں۔ شاہی خدام ان علموں پر ریشمی ڈھٹی چڑھاتے ہیں اور ان خادموں کو روپیوں کی ایک تھیلی عنایت کرتے ہیں۔ محرم کی نویں رات یعنی عاشور کی رات وزیر، امیر، سپاہی، درباری اور عوام سب بادشاہ کے پیچھے ایک جلوس کی شکل میں ہاتھوں میں شمع لئے ایک وسیع میدان میں علموں کے ساتھ آتے ہیں اور علم بیچ میں کھڑے کر کے مجلس، دعا اور فاتحہ کی جاتی ہے۔

دسویں محرم کی صبح کو علم اٹھتے اور شاہی امام باڑے کو جاتے ہیں۔ ان علموں کے ساتھ قطب شاہ سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے ننگے پاوں پیدل راہ چلتے ہیں۔ تمام حکومت کے عہدیدار اور درباری، ملازمین اور سپاہی سب کے سب ننگے پاوں ہوتے ہیں۔ ذاکروں اور مداحوں کا ایک گروہ درد سے بھرے ہوئے نوحے پڑھتا ہوا علموں کے آگے آگے ہوتا ہے۔ بادشاہ اور تمام عوام سے رونے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ کوئی تین ہزار قدم بادشاہ پیدل چل کر شاہی عاشور خانے کے قریب کی مسجد میں آتا ہے جہاں مجلس عزا ہوتی ہے اور ذاکرین کے مرثیوں سے گریہ وزاری ہوتی ہے اور پھر تبرک میں کندوری تقسیم کی جاتی ہے۔ شاہی حکم کے مطابق دوسو یتیموں کو نفیس پوشاک اور کچھ رقم دی جاتی ہے۔

سرکاری انتظام سے جو عزاداری ہوتی ہے اس کے علاوہ عشرۂ محرم میں امیر اور غریب سب اپنے گھروں میں علم ایستاد کرتے ہیں اور مجلس بپا کرتے ہیں۔ بادشاہ کے حسن عقیدت کے اثر سے اس شہر اور ملک کے ہندو بھی امام حسینؑ پر راسخ اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کے مرد، عورتیں، لڑکے، لڑکیاں امیر غریب سب عشرہ محرم میں غسل کر کے پاکیزہ کپڑے پہن کے قند وشکر کے شربت کے گھڑے اپنے سروں پر رکھ کر امام باڑوں میں آتے ہیں اور عزاداروں کو شربت پلاتے ہیں۔ سونے اور چاندی کی نذر چڑھاتے ہیں اور اپنے دلی مطالب کے لئے نہایت خلوص سے دعا کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی مرادیں سال کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں۔